REGD No. L.5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

جلد ۴۷/۱۲ ۲ نبوت ۱۳۳۷ ہش ۲ نومبر ۱۹۵۸ء نمبر ۲۵۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ یکم نومبر۔ کل یہاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمازِ جمعہ پڑھائی، اور ایک پُرمعارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ البتہ حضور نمازِ جمعہ کے بعد ناسازیٔ طبع کے باعث انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کا افتتاح فرمانے کے لئے تشریف نہیں لے جا سکے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کے روح پرور ماحول میں

انصار اللہ کا چوتھا سالانہ اجتماع شروع ہو گیا

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع کا افتتاح فرمایا

ربوہ یکم نومبر۔ کل یہاں انصار اللہ کا چوتھا سالانہ اجتماع اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کے روح پرور ماحول میں دینی تربیت اور انابت الی اللہ کی مخصوص روایات کے ساتھ شروع ہو گیا۔ اجتماع کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نائب صدر مجلس مرکزیہ نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کے ساتھ کرایا۔ افتتاحی اجلاس میں انصار اللہ نے خدمتِ اسلام اور نظامِ خلافت کی حفاظت سے متعلق اپنے عہد کو دوہرایا۔ علاوہ ازیں سلسلہ سے قرآن مجید اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرمعارف درس ہوئے۔ بعض احباب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معرفت بھرا اردو اور فارسی کلام خوش الحانی سے پڑھ کر ایک عجیب روح پرور سماں باندھ دیا۔ ان نظموں کی پُرکیف روحانی تاثیرات کے باعث اجتماع پر اول سے آخر تک رقت اور سوز و گداز کی ایک خاص کیفیت طاری رہی۔

امسال افتتاحی اجلاس میں بفضلہ تعالیٰ پاکستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ۹۰ مجالس کے ۲۱۵ نمائندوں اور ۴۰۶ اراکین نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں اس میں ۲۰۰ کے قریب احباب ناظرین کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

اجلاس اول کی کارروائی

تمام انصار مسجد مبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں جمعہ کی نماز ادا کرنے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پُرمعارف خطبہ سننے کے بعد ۲½ بجے بعد دوپہر دفتر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے احاطہ میں آ جمع ہوئے۔ مقررہ وقت کے مطابق ۲½ بجے کے بعد افتتاحی اجلاس کی کارروائی محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نائب صدر مجلس مرکزیہ کی زیرِ صدارت تلاوتِ قرآن مجید سے شروع ہوئی جو مکرم حافظ شفیق احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد تمام انصار نے کھڑے ہو کر محترم نائب صدر صاحب کی اقتداء میں پورے خلوص کے ساتھ اپنا عہد دہرایا۔ بعد ازاں مکرم محمد احمد صاحب انور حیدرآبادی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی جس سے اجتماع پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی۔

نظم کے بعد جناب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا آؤ اب ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ وہ ہم کو اپنے فضل سے سچا احمدی بننے اور ان توقعات کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے متعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم تقوے اللہ کے بلند معیار پر قائم رہتے ہوئے اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیم کے سانچے میں ڈھال سکیں، اور خدمتِ اسلام کے ان فرائض کو کماحقہ ادا کر سکیں، جو احمدی ہونے کی حیثیت میں ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ اس مختصر لیکن پُردرد خطاب کے بعد محترم میاں صاحب موصوف نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کرائی۔ بعد ازاں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کا درس دیا۔ جسے احباب نے خاص توجہ اور محویت کے عالم میں سنا۔ درسِ قرآن مجید کے اختتام پر محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے اجتماع سے خطاب کیا اور انصار اللہ کو ان کی عظیم الشان دینی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے قرآن مجید کی روشنی میں نہایت عمدگی سے یہ امر ذہن نشین کرایا کہ دین کی نصرت کے لئے ہر آن تیار رہنا، اپنے وجودوں کو خدا نمائی کا آئینہ بنانا، باہمی محبت و اخوت کے جذبے کو ترقی دینا اور اپنی اولادوں کی اس طور پر تربیت کرنا کہ وہ صحیح معنوں میں دین کی خادم بن سکیں، وہ فرائض ہیں کہ جن کی بجا آوری انصار اللہ پر لازم ہے۔ آپ نے فرمایا ان فرائض کی

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

سیکنڈری بورڈ کا زونل باسکٹ بال ٹورنامنٹ

ربوہ یکم نومبر۔ مورخہ ۳ نومبر بوقت ۲½ بجے بعد دوپہر تعلیم الاسلام کالج کی باسکٹ بال ٹیم کا میچ گورنمنٹ کالج لائلپور کی ٹیم کے ساتھ کالج گراؤنڈ میں ہوگا۔ شائقین حضرات کو شرکت کی دعوت ہے۔ (سیکرٹری باسکٹ بال ٹیم)

سال رواں میں تعلیم الاسلام کالج یونین کی معاشرتی سرگرمیوں کا آغاز

نئے عہدہ داروں کے برسرِ کار آنے کی رسم

ربوہ یکم نومبر۔ مورخہ ۳۰ اکتوبر کو سیشن ۵۹-۱۹۵۸ء کے سلسلہ میں ٹی۔ آئی کالج یونین کی افتتاحی تقریب عمل میں آئی جس میں کالج کے جملہ ممبران اسٹاف اور طلبہ شریک ہوئے۔ اس موقعہ پر یونین کے نئے منتخب شدہ عہدہ داروں کے برسرِ کار آنے کی رسم سادہ اور پُروقار طریق پر ادا کی گئی۔ آغاز کار یونین کے نئے عہدہ دار کالج کے پرنسپل محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے ہمراہ ایک جلوس کی شکل میں تشریف لائے۔ حاضرین نے کھڑے ہو کر انکا استقبال کیا۔ مقررہ نشستوں پر عہدہ داروں اور محترم پرنسپل صاحب کے تشریف فرما ہونے پر یونین کے صدر پروفیسر نصیر احمد خان صاحب کی صدارت میں کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا۔ بعد ازاں صاحب صدر نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے یونین کی گزشتہ کامیابیوں اور شاندار ریکارڈ پر بہ اختصار سے روشنی ڈالی۔ بعد ازاں آپ نے یونین کے نئے عہدہ داروں کے برسرِ کار آنے کا اعلان کرتے ہوئے یونین کے نئے منتخب وائس پریذیڈنٹ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب (فورتھ ایئر) کو کرسیٔ صدارت پر بیٹھنے اور بقیہ کارروائی انجام دینے کی

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲ نومبر ۱۹۵۸ء

گداگری کا انسداد

ہر ملک و قوم میں بعض ایسے افراد ہوتے ہیں جو قدرتاً اپنی روزی کمانے کے ناقابل ہوتے ہیں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ باوجود پوری محنت کرنے کے اتنا نہیں کما سکتے۔ کہ اپنا اور اپنے متعلقین کا پیٹ بھر سکیں اور ننگ ڈھانپ سکیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے افراد کی پرورش کا ذمہ اُس سوسائٹی پر عائد ہوتا ہے جس کے وہ ارکان ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسی کسی جسم کو کوئی بیماری لگی ہو۔ جس کا علاج کرنا نہایت ضروری ہے:

افسوس ہے کہ اس طرف اقوام نے بہت ہی کم توجہ کی ہے۔ مذہب نے بے شک غرباء کی پرورش کرنے کے لئے تاکید کی ہے۔ اور عام لوگ خیرات کے ذریعہ ایسے افراد کو مدد دیتے ہیں۔ لیکن اس میں بہت سے نقائص پیدا ہو گئے ہیں اور بنیادی نقص یہ ہے کہ خیرات کا ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے ایسے لوگ آگے آ گئے ہیں جنہوں نے خیرات لینے کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے۔ اس طرح گداگری ایک آسان ذریعہ معاش بن گیا ہے۔ اور اکثر وہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جو کسی طرح اس کے مستحق نہیں ہیں۔ حالانکہ حقیقی مستحقین بوجوہات اس سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہتے ہیں۔ اس طرح معاشرہ کو دوہرا نقصان ہو رہا ہے۔

اگرچہ یہ مسئلہ بہت پیچیدہ ہے اور اس کا حل کرنا آسان نہیں ہے۔ لیکن جس قدر یہ مشکل ہے اسی قدر اہم بھی ہے اس لئے اس کا حل کرنا ہر قوم کے لئے نہایت ضروری ہے۔ آج بعض سمجھدار اور مہذب اقوام نے اس کا تھوڑا بہت حل معلوم کر لیا ہے۔ چنانچہ امریکہ اور برطانیہ اور شاید دیگر مغربی ممالک میں بھی اس طرف کما حقہ توجہ دی جا رہی ہے

اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں اول یہ کہ عام گداگری کو کس طرح روکا جائے دوسرے یہ کہ جو لوگ واقعی مدد کے محتاج ہیں انہیں کس طرح مدد دی جائے۔ مہذب ممالک نے ان دونوں پہلوؤں پر غور کیا ہے اور انہوں نے حکومتی سطح پر اور نجی طور پر بھی ایسے ادارے قائم کئے ہیں جن کے ذریعہ واقعی مستحقین کے مایحتاج کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ یہ اس مسئلہ کا تعمیری پہلو ہے۔ اور اس کی ایک شاخ ملک میں بیکاری کی بڑھتی ہوئی رَو کو روکنا اور بے کاروں کی روزی کا اس وقت تک انتظام کرنا ہے جب تک انہیں کوئی کام نہ مل جائے دوسری شاخ واقعی اپاہجوں کی مدد کرنا ہے اس کا طریق مہذب ممالک میں محتاج خانے بنانا ہے۔ جہاں ایسے لوگوں کی جو اپنی روزی کمانے کے قدرتاً ناقابل ہیں، خواہ اس کی وجہ بیماری ہو یا بڑھاپا ضروریات مہیا کی جائیں:

اگر کسی ملک میں یہ سسٹم مکمل ہو جائے تو گداگری کا خود بخود بڑی حد تک علاج ہو جاتا ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ یورپ میں گداگری بالکل ختم ہو گئی ہے۔ لیکن وہاں کم از کم گداگری اب ایسی وبا نہیں رہی جیسی کہ مشرقی ممالک میں بنی ہوئی ہے۔

ہمارے ملک میں تو خاندانوں کے خاندان پیشہ ور گداگر پائے جاتے ہیں۔ جن کے بچے جوان اور بوڑھے مرد اور عورتیں گداگری کے ذریعہ روزانہ اتنا کما لیتے ہیں کہ ایک دیانتدار مزدور گھرانا شائد ایک ہفتہ میں بھی اتنا نہیں کما سکتا یہ پیشہ ور گداگر خاندان دوسرے پیشہ وروں کی طرح ہی زندگی گزارتے ہیں۔ جائدادیں خریدتے ہیں۔ گھر بار بناتے ہیں۔ اکثر ایسے لوگ اپنے گاؤں یا شہر سے دور دراز علاقوں میں چلے جاتے ہیں۔ اور جس طرح تاجر وغیرہ لوگ باہر سے روپیہ کما کر لاتے ہیں۔ یہ بھی اسی طرح گھر آتے ہیں۔ اور گھر پر مزے کی زندگی گزارتے ہیں:

آجکل پاکستان میں یہ سوال بڑے زور سے پیدا ہو رہا ہے۔ کہ گداگری کی لعنت سے کس طرح ملک کو پاک کیا جائے کچھ عرصہ تک پولیس بڑے بڑے شہروں میں گداگری کے خلاف مہم چلاتی ہے۔ اور چند دن کے لئے مطلع صاف ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر وہی عالم ہو جاتا ہے کہ آپ کسی دوکان پر سودا خریدنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں کہ پانچ منٹ کے عرصہ میں پانچ سے زیادہ ایک آنہ مانگنے والے آپ کی آستینیں جھٹکتے ہوئے التجا کر رہے ہوں گے۔ اس طرح گداگری ایک پیشہ ہی نہیں بلکہ ایک فن لطیف بن گیا ہے۔ طرح طرح کے سوانگ بھر کر مانگا جاتا ہے۔ اور بعض گداگر تو اپنے فن میں ایسے ماہر ہوتے ہیں کہ کنجوس مکھی چوس کی جیب سے بھی پیسہ نکال لیتے ہیں:

الغرض گداگری کا مسئلہ بھی ایک نہایت اہم مسئلہ ہے جس کو حل کرنا ایک صحت مند معاشرہ کی نشو و نما کے لئے نہایت ضروری ہے۔ نفسیاتی لحاظ سے دیکھا جائے تو ہمارے ملک کے لوگ ۹۹ فیصدی ایسے ہیں جو خیرات دینے کے عادی ہیں وہ نہ صرف اس کو مذہبی نقطہ نظر سے ضروری سمجھتے ہیں۔ بلکہ انسانیت کے نقطہ نظر سے بھی بنی نوع انسان کی ہمدردی کے جذبہ سے خیرات کرنے پر مجبور ہیں۔ گداگری اسی عام جذبہ سے پرورش پاتی ہے۔ بہت کم ہی کوئی ایسا انسان آپ دیکھیں گے جو خیرات کو اصولی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو۔ وہ صرف یہ دیکھتا ہے۔ کہ اس شخص نے خیرات مانگی ہے اسے کچھ نہ کچھ دینا چاہیئے۔ اگر ہم اپنے اس جذبہ کو کسی اصول میں ڈھال لیں۔ تو بہت حد تک گداگری کم ہو سکتی ہے۔ بہترین طریقہ جو ابھی تک معلوم ہو سکا ہے یہی ہے کہ ملک میں جا بجا محتاج خانے بنائے جائیں حکومت اور عوام بلکہ ایسے اداروں کو جاری کر سکتے ہیں۔ خیرات دینے والے ماسوا استثنائی حالتوں کے اپنی خیرات ایسے اداروں کو دیں۔ مثلاً اپنے ماہوار بجٹ میں خیراتی فنڈ بھی رکھیں۔ اور اتنی رقم کسی محتاج خانے میں بھیجیں۔ ایسے محتاج خانے خواہ حکومت کے ہوں یا کسی ادارے یا کسی مخیر شخص نے قائم کئے ہوں سب حکومت کی نگرانی میں ہونے چاہئیں۔

یہ درست ہے کہ بعض ہٹے کٹے افراد کو پولیس وغیرہ کے ذریعہ گداگری سے روکا جا سکتا ہے۔ لیکن تنہا تعزیری طریق سے گداگری بند نہیں ہو سکتی جب تک تعمیری ذرائع سے مکمل طور پر کام لینے کا انتظام نہ کیا جائے۔ پولیس کے ڈر سے چند دن کے لئے ایسے لوگ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں۔ پولیس سمجھتی ہے کہ وہ کامیاب ہو گئی ہے۔ لیکن چند ہی دنوں میں گداگری کی وہی گہما گہمی ہو جاتی ہے۔ اور عوام اور نہیں تو صرف جلد پیچھا چھڑانے کے لئے ہی اس کی پرورش کرنے لگتے ہیں۔

اس اندھا دھند گداگری اور بے محل خیرات سے کئی پہلوؤں سے ملک کو سخت نقصان ہو رہا ہے۔ اول تو اس طرح بہت سی افرادی قوت ضائع ہوتی ہے۔ دوسرے واقعی محتاج یتیموں اور بیواؤں اور اپاہج لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرہ میں بے حد بدنمائی پیدا ہو رہی ہے۔ چاہیئے کہ ہماری حکومت اور مخیر عوام اس مسئلہ کو جلد از جلد حل کرنے کے لئے تعمیری اور عملی تدابیر اختیار کریں محض وقتی اور عارضی تدابیر سے اتنی بڑی برائی جس کی جڑیں صدیوں سے ہمارے معاشرے کی زمین میں گڑی ہیں۔ اکھڑ نہیں سکتیں۔ صرف حکیمی علاج سے ہی اس بیماری

عہد نامہ جدید کی تدوین کے متعلق مغربی محققین کی ریسرچ

انجیل یوحنا کی سراسر مشتبہ نوعیت اور آرچ بشپ آف یارک کا اعتراف

مسعود احمد دہلوی

(۲)

آرچ بشپ کا ایک گونہ اعتراف

محققین کی یہ تحقیق بڑے وزنی دلائل پر مبنی تھی۔ اس کا شائع ہونا تھا کہ دنیائے عیسائیت میں شور پڑ گیا۔ یورپ کے عیسائی پادریوں نے اس تحقیق کو غلط ثابت کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن محققین کے وزنی دلائل کے آگے ان کی کچھ پیش نہ چلی۔ وہ محض لکیر کے فقیر کی طرح یہی رٹ لگاتے چلے گئے کہ چوتھی انجیل یوحنا حواری کی لکھی ہوئی ہے۔ اور چونکہ یوحنا نے روح القدس کی تائید سے اسے لکھا تھا۔ اس لئے یہ الہامی کتاب کا ہی درجہ رکھتی ہے۔ پادری صاحبان کے اس اصرار کی بنیاد ٹھوس حقائق کی بجائے محض خوش اعتقادی پر تھی۔ اس لئے جدید تحقیق کو جھٹلانے اور اس کا انکار کرنے کے باوجود عیسائی دنیا محققین کے اس انکشاف سے کہ چوتھی انجیل یوحنا حواری کی تصنیف نہیں ہے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ اور خود نامور عیسائی پادریوں کو اسے تسلیم کرنا پڑا۔ انہی نامور پادریوں میں سے ایک انگلستان کے لاٹ پادری مسٹر ولیم ٹمپل سابق آرچ بشپ آف یارک ہیں انہوں نے صاف اور کھلے لفظوں میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ فی الواقعہ یوحنا حواری انجیل مذکور کے اصل مصنف نہیں ہیں۔ بلکہ یہ یوحنا اکبر John The Elder نامی ایک اور ہی شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ البتہ وہ شخص یوحنا حواری کا شاگرد خاص تھا اور اس نے اپنے استاد کے کہنے پر ہی اسے لکھا تھا۔ اب یہ امر تو دیگر ہے کہ آیا یوحنا اکبر یوحنا حواری کا شاگرد تھا یا نہیں۔ اور یہ کہ اس نے یہ انجیل اپنی مرضی سے لکھی تھی یا یوحنا حواری کے کہنے پر اسے مرتب کیا تھا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ آرچ بشپ آف یارک جیسی ہستی کا یہ تسلیم کرلینا کہ یہ انجیل بہر حال یوحنا حواری کی تصنیف نہیں ہے عیسائیوں کے روایتی اعتقاد پر جدید تحقیق کی زبردست فتح ہے۔ کیونکہ مروجہ عیسائیت کی زیادہ تر بنیاد چوتھی انجیل پر ہی ہے۔ اگر شروع ہی سے یہ انجیل اس دوسرے شخص کی طرف منسوب ہوتی۔ جو بقول آرچ بشپ آف یارک اس کا اصل مصنف ہے تو بھی ایک بات تھی۔ عیسائی دنیا کا اسے یوحنا حواری کی طرف منسوب کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ انجیل بھی سراسر غیر مستند اور غلط عقائد پر مبنی ہے۔ اس غلط انتساب کا بجز اس کے اور کیا مقصد ہو سکتا ہے کہ سراسر بناوٹی عقائد کو یوحنا حواری کے حوالہ سے مستند ثابت کیا جائے۔

ذیل میں آرچ بشپ آف یارک مسٹر ولیم ٹمپل کے اس اعتراف پر مشتمل خود ان کی تحریرات کے بعض اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ یہ ظاہر ہو سکے کہ مسیحی دنیا صدہا برس سے غلط اور بے بنیاد عقائد کے چکر میں پھنسی ہوئی ہے۔ مسٹر ولیم ٹمپل نے انجیل یوحنا کے متعلق دو جلدوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے "انجیل یوحنا کا مطالعہ اور اس کا ماحصل" Readings in St. John's Gospel[1] اس کی جلد اول کے دیباچہ میں انہوں نے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ آیا یہ انجیل یوحنا حواری کی تحریر کردہ ہے یا نہیں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے انہوں نے موقف یہ اختیار کیا ہے کہ بیشک یہ انجیل یوحنا حواری کی اپنی تصنیف نہیں ہے لیکن اس کا اصل مصنف حواری مذکور کا شاگرد خاص تھا۔ اس کو حواری مذکور کا شاگرد ظاہر کرنا بھی ایک خاص مقصد کے پیش نظر ہے تاکہ اس میں بیان کردہ عقائد یوحنا حواری کی طرف منسوب ہو سکیں۔ اور محققین کی ناقابل تردید ریسرچ کو تسلیم کر لینے کے باوجود پرنالہ وہیں گرے جہاں وہ پہلے گرتا تھا چنانچہ وہ اس بارہ میں موافق اور مخالف آراء کا خلاصہ درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"جو نظریہ میرے نزدیک درست ہے وہ یہ ہے کہ اس انجیل کا لکھنے والا یوحنا اکبر ہے۔ جو یوحنا حواری کا قریبی شاگرد تھا۔ اس نے حواری کی تعلیم کو بڑی دیانتداری کے ساتھ سپرد قلم کیا ہے۔ بعض مقامات پر جہاں وہ عینی شاہد کا ذکر کرتا ہے۔ اس سے مراد حواری یوحنا ہے اور "وہ شاگرد جو مسیح کو بہت عزیز تھا" ہر کہیں بھی حواری مذکور مراد ہے"

(ملاحظہ ہو کتاب مذکور دیباچہ صفحہ ۱)

اگر بفرض محال یہ امر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ یہ انجیل یوحنا اکبر نامی کی لکھی ہوئی ہے۔ اور وہ یوحنا حواری کا شاگرد خاص تھا۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یوحنا اکبر نے کتاب میں صرف یوحنا حواری کی بیان کردہ باتیں ہی لکھی تھیں۔ یا اس میں اپنی طرف سے بھی کچھ ملا دیا تھا؟ اگر اس نے پوری دیانتداری سے یوحنا حواری کے مواعظ ہی کو قلم بند کر دیا تھا تو بھی اس انجیل کو یوحنا اکبر کی بجائے یوحنا حواری کی طرف منسوب کرنے کا کمزور اور خفیف سا جواز نکل سکتا تھا۔ لیکن صورت حال یہ نہیں۔ مسٹر ولیم ٹمپل آگے چل کر خود تسلیم کرتے ہیں کہ یوحنا اکبر نے یوحنا حواری کی بیان کردہ باتوں ہی کو قلم بند کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے اس میں اپنی طرف سے بھی بہت کچھ بڑھا دیا تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"یہ ہو سکتا ہے کہ بعض حصے حواری نے خود بول کر یوحنا اکبر کو لکھوائے ہوں۔ میرا ذاتی رجحان یہی ہے کہ بعض حصے حواری نے خود لکھوائے ہوں گے لیکن بعض حصے ایسے ہیں جو یوحنا حواری کے ان مواعظ پر مشتمل ہیں جنہیں یوحنا اکبر نے اپنی یادداشت کی بناء پر لکھا ہے اور

[1] یہ کتاب میکملن اینڈ کمپنی لمیٹڈ لنڈن نے پہلی بار ۱۹۳۹ء میں شائع کی تھی۔ اس کے بعد اس کے مزید دو ایڈیشن شائع ہوئے ایک اسی سال اور ایک ۱۹۴۰ء میں۔

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ بنو

"چاہیئے کہ تمہاری جلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو۔ اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو۔ اور صبر اور حلم سے کام لو۔ اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔ اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو۔ تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آئے۔ تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ۔ اور تمہارے حق میں برے برے الفاظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو۔ ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنائے۔ کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو۔ جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔" (اشتہار ۲۰ مئی ۱۹۰۰ء)

بعض حصے ایسے بھی ہیں جو یوحنا اکبر کے اپنے تبصرے کی حیثیت رکھتے ہیں۔"

(ملاحظہ ہو دیباچہ صفحہ ۱)

اس اقتباس میں "ہو سکتا ہے" اور "میرا ذاتی رجحان" کے الفاظ قابل غور ہیں ان الفاظ کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ مسٹر ولیم ٹمپل کے نزدیک اس امر کی بناء کہ یوحنا حواری نے بعض حصے خود بول کر لکھوائے تھے محض قیاس اور گمان پر ہے۔ ان کے پاس اس کا کوئی حتمی اور یقینی ثبوت نہیں ہے۔ اگر دیکھا جائے تو عیسائیت کے مروجہ عقائد کی پیچ اور پاسداری نے انہیں یہ گمان کرنے پر مجبور کیا ہے۔ ورنہ اس گمان میں قطعاً کوئی اصلیت نہیں ہے۔ اس بے بنیاد گمان کو الگ کر دیا جائے تو مسٹر ولیم ٹمپل کے مذکورہ بالا اقتباس سے بدیہی طور پر جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ اگر یہ انجیل یوحنا اکبر نے لکھی تھی تو یہ سراسر اس کے اپنے دماغ کی اختراع ہے۔ مزید برآں مسٹر ٹمپل نے جو موقف اختیار کیا ہے۔ اس پر ایک اور سوال پیدا ہوتا تھا اور وہ یہ کہ کیا حواری کے لکھوائے ہوئے حصوں اور یوحنا اکبر کے اپنے تاثرات میں امتیاز کرنا ممکن ہے تاکہ حواری کے لکھوائے ہوئے حصوں پر ایمان لانا ضروری ٹھہرے اور یوحنا اکبر کے تاثرات خواہ مخواہ ایمانیات کا جزو قرار نہ پائیں، جب مسٹر ٹمپل نے اس امر کی بنیاد قیاس پر رکھی ہے کہ حواری نے بعض حصے خود لکھوائے تھے تو وہ اس سوال کا جواب اثبات میں کیسے دے سکتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"یہ بتانا ممکن نہیں ہے۔ کہ انجیل کا کونسا حصہ ایسا ہے جسے ہم براہ راست یوحنا حواری کی طرف منسوب کر سکتے ہوں۔"

(ملاحظہ ہو دیباچہ صفحہ ۱۱)

اگر یہ ممکن نہیں ہے تو مسیحی دنیا کے لئے یہ کیسے ممکن ہو گیا کہ وہ ساری کی ساری انجیل کو یوحنا حواری کی طرف منسوب کر دے اور کہے کہ یہ اول سے آخر تک یوحنا حواری کی لکھی ہوئی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کرے کہ یہ آسمانی القاء کا درجہ رکھتی ہے۔ الغرض مسٹر ولیم ٹمپل نے جو موقف اختیار کیا ہے۔ اس سے مروجہ عیسائیت کی پوزیشن کو بچانے میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ ہاں یہ ضرور ظاہر ہو جاتا ہے کہ مغربی محققین کی یہ ریسرچ کہ چوتھی انجیل یوحنا حواری کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ اور یہ بھی دوسری انجیلوں کی طرح غیر مستند ہے۔ بالکل درست ہے کیونکہ خود مسٹر ولیم ٹمپل کو بھی اس امر سے انکار نہیں کہ یہ انجیل یوحنا حواری کی بجائے ایک اور ہی شخص کی تصنیف ہے۔

محققین کے نزدیک انجیل یوحنا کا اصل مصنف

محققین نے اس امر کا بھی کھوج لگایا ہے کہ یہ انجیل دراصل کس نے لکھی اور کن مراحل میں سے گزر کر یہ اپنی موجودہ شکل میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ ان کی تحقیق کی رو سے نہ یوحنا اکبر اس کا مصنف ہے اور نہ ہی وہ یوحنا حواری کا شاگرد خاص تھا انہوں نے ثابت کیا ہے کہ انجیل دوسری صدی عیسوی کے ایک اور ہی شخص کے نظریات کی آئینہ دار ہے۔ وہ شخص نہ کوئی بہت بڑا پادری تھا اور نہ اسے دینی عالم کی حیثیت سے کوئی خاص مقام یا درجہ حاصل تھا۔ تصوف کی رو میں بہہ جانے کے باعث اس نے عجیب و غریب نظریات گھڑ رکھے تھے۔ اور بدقسمتی سے بعض لوگوں نے اسے ایک پہنچا ہوا انسان سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد متعدد اشخاص نے اس کے نظریات کی روشنی میں اس انجیل کو مرتب کیا۔ پھر اس میں دوسری اناجیل کی طرح کافی عرصہ تک رد و بدل کا سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ دوسری صدی عیسوی کے نصف آخر میں اسے آخری شکل دے کر پہلے ایک حواری کی طرف اور پھر خاص یوحنا حواری کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ چنانچہ مشہور فرانسیسی محقق موسیو الفریڈ لوائسی اپنی کتاب "The origins of The New Testament" میں جس کے بعض اقتباس اوپر آ چکے ہیں، انجیل یوحنا کی تدوین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"پہلی صدی عیسوی کے اواخر یا دوسری صدی عیسوی کے اوائل میں ایک صوفی قسم کا راہب تھا وہ دینی عالم کی حیثیت سے کوئی مقام رکھنے کی بجائے تصوف کے اسرار و رموز کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ اس نے بعض مذہبی نظمیں بنا رکھی تھیں۔ اور وہ استعاروں سے کام لے کر بعض مکاشفات بھی بیان کیا کرتا تھا۔ چوتھی انجیل کی بنیاد انہی نظموں اور مکاشفات پر ہے۔ کچھ عرصہ بعد یعنی ۱۳۵ اور ۱۴۰ عیسوی کے درمیانی عرصہ میں اس کے افکار کو جمع کر کے انجیل کی طرز پر ایک کہانی مرتب کی گئی۔ تاکہ اور بہت سی مروجہ اناجیل کی طرح وہ بھی دوسروں کو عیسائی مذہب میں لانے اور نئے عیسائیوں کو اس کی مبادیات سے روشناس کرانے کے سلسلہ میں ایک ضابطہ کا کام دے سکے۔ یہی وہ دور تھا کہ جب اس میں بیان کردہ واقعات کی زمانی ترتیب معین کی گئی۔ اور پہلی تین انجیلوں سے بعض حصے اخذ کر کے اس میں شامل کئے گئے اس مرحلہ پر اس کی جو شکل متعین ہوئی اس پر کسی مصنف کا نام درج نہ تھا اور اس کا حلقۂ اثر بھی صرف ایشیائی صوبے تک محدود تھا اس کے بھی پندرہ یا بیس سال بعد یعنی ۱۵۰ اور ۱۶۰ عیسوی کے دوران مارسیئون کی جاری کردہ بدعت نے سر اٹھایا۔ چنانچہ اس وقت اس ایشیائی کتاب میں جگہ جگہ تبدیلی کر کے اسے دوبارہ مرتب کیا گیا اور اس طرح یہ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس مرحلہ میں اس میں نہ صرف باب ۲۱ کا اضافہ ہوا بلکہ اصل متن میں بھی جگہ جگہ تبدیلیاں اور ایزادیاں عمل میں لائی گئیں۔ اس وقت پہلی دفعہ بڑی دیدہ دلیری سے ظاہر کیا گیا کہ یہ ایک حواری کی تصنیف ہے اس دور میں ہر وہ چیز لوگوں کے لئے قابل قبول تھی کہ جس سے اعتقادی ہیجان تسلی پا سکے چنانچہ بیان کردہ کاوش کے نتیجے میں جو انجیل معرض وجود میں آئی تھی ان لوگوں نے جنہیں ایمان ابھارنے والی قوت ارادی کے زیر اثر اس میں صداقت نظر آئی اسے قبول کر لیا۔" (صفحہ ۲۳)

موسیو الفریڈ لوائسی نے تو دوسری صدی کے نصف اواخر کو اس انجیل کی تدوین کا زمانہ قرار دیا ہے لیکن بعض دوسرے محققین کا خیال ہے کہ یہ اس سے بھی بہت بعد کے زمانہ میں مرتب کی گئی تھی۔

عیسائی حضرات کیلئے لمحۂ فکریہ

عہد نامۂ جدید کی تدوین کے متعلق مغربی محققین کی مذکورہ بالا ریسرچ اور انجیل یوحنا کے متعلق آرچ بشپ آف یارک کا ایک گونہ اعتراف اس حقیقت کو واشگاف کرنے کے لئے کافی ہے کہ موجودہ اناجیل اربعہ جن پر مروجہ عیسائیت کی بنیاد ہے سراسر غیر مستند ہیں نہ مسیح علیہ السلام کے حواریوں نے انہیں مرتب کیا اور نہ حواریوں کے ان شاگردوں نے اس کی تدوین میں کوئی حصہ لیا جن کے نام ان پر درج ہیں۔ اندریں حالات ان کتابوں کو وحی الٰہی یا آسمانی القاء کا درجہ دے کر مقدس ماننا محض خوش اعتقادی نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ انجیل جو اپنی ابتدائی شکل میں بجا طور پر تقدس کا دعوے کر سکتی تھی اب ناپید ہو چکی ہے مروجہ اناجیل کو جو بہت بعد میں مرتب کی گئیں اور جنہیں من مانے خیالات کو عقائد کی شکل دینے کی کوشش میں ہر آن بدلا جاتا رہا۔ کسی حال میں بھی من وعن مسیح علیہ السلام کی لائی ہوئی تعلیم پر مشتمل قرار نہیں دیا جا سکتا۔

یہ تو ہو سکتا ہے کہ ان میں کہیں کہیں کوئی صداقت کی بات بھی درج ہو لیکن بحیثیت مجموعی ان کو آسمانی کتابوں کا درجہ دے کر ان کی پیروی کرنا اپنے آپ کو گمراہی کے راستہ پر ڈالنے کے مترادف ہے۔ بے شک عیسائی دنیا اعتقاد کی رو میں بہہ کر انہیں حواریوں کی تصانیف ہی نہیں بلکہ وحی الٰہی کا درجہ بھی دے سکتی ہے لیکن جب اس اعتقاد کو عقل و نقل، روایت و درایت اور تاریخی شواہد کی حمایت حاصل نہیں۔ بلکہ ان کی رو سے سراسر اس کا بطلان ثابت ہوتا ہے تو یہ اعتقاد زیادہ عرصہ تک دلوں میں جاگزیں نہیں رہ سکتا۔ اس کا بالآخر متزلزل ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ صداقت بہرحال صداقت ہے۔ اس کا جلد یا بدیر غالب آنا ایک ایسا امر ہے کہ جس کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔

اس جدید تحقیق کی تائید میں آرچ بشپ آف یارک کا اعتراف عیسائی حضرات کے لئے ایک لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے کاش وہ سوچیں اور اس خود فریبی سے مخلصی حاصل کریں۔ جس میں وہ اپنی خوش اعتقادی کی وجہ سے پھنسے ہوئے ہیں۔

یہ سیرۃ النبی کے جلسے

(سعید احمد صاحب اکبرآبادی)

سیرت کے جلسے جس کثرت سے اور جس دھوم دھام اور تزک و احتشام سے آجکل ہوتے ہیں پہلے بھی کبھی ہوتے تھے؟ اور جس قدر روپیہ ان پر خرچ ہوتا ہے۔ پہلے بھی مذہبی اجتماعات پر کبھی اتنا روپیہ خرچ ہوتا تھا۔ لیکن آج مسلمانوں کی یہ دینداری مذہبی زندگی اور انابت الی اللہ کا حال کیا ہے! اس حیثیت سے وہ اگلے زمانے کے مسلمانوں سے بہتر ہیں یا بدتر؟ انہوں نے کچھ ترقی کی ہے یا اور انحطاط اور تنزل میں جا پڑے ہیں؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جیسی اپنی زندگی بنانے کا جذبہ ان میں کچھ قوی تر ہوا ہے یا اور مضمحل تر ہو گیا ہے؟ ان سوالات کا جواب ظاہر ہے۔ اس کے متعلق دو رائیں کبھی نہیں ہو سکتیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ سیرت کے جلسوں یا بالفاظ صحیح تر عید میلاد النبی کو اس طرح منانے کے دستور سے پہلے ہوتا یہ تھا کہ جمعہ نماز کے بعد عام طور پر وعظ ہوتا تھا۔ یا کانفرنسیں بھی ہوتی تھیں تو مواعظ کی ہوتی تھیں۔ جن میں علمائے کرام جو علم و عمل کے اعتبار سے نمایاں شخصیت کے مالک ہوتے تھے۔ دو دو تین تین گھنٹے وعظ کہتے تھے۔ ان مواعظ میں کیا ہوتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی عظمت و جلالت اور اس کی صفات کا بیان۔ یوم آخرت اور اعمال و افعال پر قرآنی وعدو وعید کا تذکرہ انبیائے کرام اور بزرگوں کے قصے اور ان کے واقعات زندگی جنت و دوزخ اور دنیا کی بے ثباتی و بے حقیقتی کی تشریح و توضیح۔ پھر ان مواعظ میں کہیں قرآن مجید کی آیات پڑھی جاتی تھیں اور کہیں احادیث نبویہ کبھی مولانا روم کی مثنوی کے اشعار پڑھے جاتے تھے۔ اور کبھی جامی و سعدی، ابوسعید ابوالخیر سنائی، اور عرفی و قدوسی کے ولولہ انگیز اشعار اور قطعات ان سب کا مجموعی نتیجہ یہ کہ سامعین کے قلوب میں رقت پیدا ہو جاتی تھی۔ خدا کی عظمت اور یوم آخرت کا ڈر جو مذہب کی اصل بنیاد ہے۔ ان چیزوں کا اعتقاد جازم اور یقین کامل پیدا ہوتا تھا۔ سننے والوں کا تاثر جب شدید ہوتا تھا۔ تو ان میں انابت الی اللہ اور تقرب مع اللہ کا جذبہ جو دین کی اصل غرض و غایت ہے ابھرتا تھا۔ اور وہ ان کے عمل و فعل پر چھا جاتا تھا۔ ایسا ہوتا تھا بھی طبعی۔ کیونکہ دین کی دعوت دینے کا یہی وہ طریقہ ہے جو قرآن کے مطابق ہے۔ اور جو انبیائے کرام اور سلف صالحین نے اختیار کیا ہے۔

قرآن کو از اول تا آخر پڑھ جائیے۔ آپ بار بار اور بڑی شد و مد کے ساتھ جس چیز کا تذکرہ پائیں گے وہ خدا کی عظمت و جلالت اور یوم آخرت ہی ہے۔ ان کے علاوہ اور جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب ان میں دو پر مبنی اور قائم ہیں اوامر و نواہی ہیں تو وہ بھی اس لئے۔ رسولوں کی بعثت کا تذکرہ ہے تو وہ بھی انہی کی وجہ سے اور کہیں قصص و امثال ہیں۔ تو وہ بھی ان دونوں چیزوں کی حقیقت اور اہمیت کو زیادہ سے راسخ فی الذہن کر دینے کی غرض سے ہے۔

لیکن اب آج کل عید میلاد النبی کی تقریب میں جو جلسے ہوتے ہیں۔ ان میں کیا ہوتا ہے۔ شاندار پنڈال بنائے جاتے ہیں۔ ان کو دلہن کی طرح سجایا جاتا ہے۔ قمقموں کی جگمگاہٹ سے پنڈال بقعۂ نور بنتے ہیں۔ تقریریں زیادہ سے زیادہ [illegible] دو گھنٹہ آدھ گھنٹہ ہوتی ہیں۔ مقررین وقت کے فیشن کے مطابق نہ خدا کی ذات و صفات کا ذکر کریں گے اور نہ یوم آخرت اور جنت و دوزخ کا۔ نہ مولانا روم کی مثنوی سنائیں گے اور نہ جامی و سعدی کے اشعار۔ ہاں ان تقریروں میں ذکر ہوگا اسلام کی تعلیمات اور حضور کے ان اخلاق کا جن سے آج کے ملکی اور غیر ملکی سیاسی حالات پر استدلال کیا جا سکے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا تذکرہ ہوگا۔ اس کی جمہوریت مساوات۔ عدل۔ اسلام میں حقوق بنی نوع انسان پر داد سخن دی جائے گی۔ اسلام اور کمیونزم میں مقابلہ کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ ہوگا۔ لیکن اسلام کا جو اصل مقصد ہے یعنی انابت الی اللہ اور تقرب مع اللہ۔ فلاح اُخروی اور نجات عقبیٰ اس کا کوئی ذکر نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ باتیں دقیانوسیت ہیں اور فیشن کے خلاف ہیں

تقریروں کے بعد پنڈال میں مشاعرہ ہوگا۔ قوالی ہوگی۔ اور آخر شب کے سہانے لمحات میں یہ متبرک مجلس ختم ہو جائے گی۔

عام طور پر دیکھنے میں یہ بھی آتا ہے۔ کہ سیرت کے جلسوں میں جو تقریریں کی جاتی ہیں۔ وہ کسی نہ کسی حیثیت سے نیم سیاسی اور نیم تاریخی ہو کر رہ جاتی ہیں۔ یوم آخرت کا ذکر تو کیا ہوتا۔ اسوہ نبی یا حیات طیبہ کا تذکرہ بھی بس یونہی سا ہوتا ہے

اس میں شبہ نہیں کہ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک جس عنوان سے بھی کیا جائے۔ سر تا سر خیر و برکت ہے۔ لیکن قرآن میں مسلمانوں کو امتہ وسطاً کہا گیا ہے۔ اس لئے قرآن و حدیث کی تعلیمات اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی مقدس زندگیوں کی روشنی میں ہم کو حقیقت پسندی اور واقعیت پسندی سے کام لے کر احتساب نفس کرنا چاہیئے۔ کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس میں خالص دینی جذبہ کا دخل ہے۔ یا جو کچھ ہے وہ محض دوسری قوموں کی نقالی اور محض ایک طرح کی رسم پرستی ہے عوام سے تو ہم کیا کہیں کہ یہ خود اپنی کوئی رائے رکھتے ہی نہیں یہ شکوہ جو کچھ بھی ہے ان کا زعمائے ملت سے ہے۔ جو خود بھی مسلمانوں کی فریب خوردگی نفس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور راہ حق کو دکھانے کی بجائے اور الٹے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

ان سطور کا مقصد سیرۃ النبی کے جلسوں کی مخالفت کرنا نہیں ہے۔ بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ آپ جلسے کیجئے مگر اس طرح کہ فضول خرچی نہ ہو۔ غیر شرعی چیزوں کا ارتکاب نہ ہو اور ان سے مسلمانوں کو اعتقاداً و عملاً اسلام سے زیادہ سے زیادہ قریب تر لانے کا کام لیا جائے یہ نہ ہو کہ عید بقرعید کی طرح ایک تہوار کی حیثیت سے آپ نے اس دن کو منایا۔ اور بس! اور آپ کی زندگی میں اس سے کوئی انقلاب پیدا نہیں ہوا۔

(اتفاق)

سوداسلف میں وزن کم کرکے دینے والوں کیلئے عذاب

(از مکرم مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل)

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جو لوگ سوداسلف میں وزن کم کرکے دیتے ہیں ان کے لئے خدا کے ہاں عذاب ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون۔ واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون یعنی سوداسلف میں وزن کم کرکے دینے والوں کے لئے خدا کا عذاب ہے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ جب تول کر لیتے ہیں تو پورا تول لیتے ہیں۔ اور جب کوئی چیز دوسروں کو تول کر دیتے ہیں تو پھر وزن میں کمی کر دیتے ہیں۔

یہ بیماری موجودہ وقت میں نئی نہیں آئی بلکہ ہمیشہ سے ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں بھی یہی بیماری تھی۔ اور انہوں نے اپنی قوم کو مخاطب کرکے یہ ہدایت کی تھی کہ اے قوم خدا کی عبادت کرو اور سمجھو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دوسرے ماپ اور تول میں کمی نہ کرو۔ نیز فرمایا۔ میں تمہیں اچھی حالت میں دیکھتا ہوں۔ اور فرمایا اگر تم نے اپنی حالت کو نہ بدلا تو میں ہلاک کرنے والے عذاب سے ڈرتا ہوں کہ وہ تم پر آئے گا۔ اور تباہ کر دے گا۔ (سورہ ہود ع ۸)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان جب بے دینی کی راہ اختیار کرتا ہے اور خدا سے الگ ہوتا ہے اور اپنی دنیا کو ہی خدا سمجھتا ہے۔ تو پھر ایسی نامعقول راہیں اپنی کامیابی کی اختیار کرتا ہے۔ مگر سچے مسلمان کو خدا پر یقین کرنا چاہیئے اور خدا کو رازق اور حلال کمائی کو بابرکت سمجھنا چاہیئے۔

اس وقت حکومت وقت عام مخلوق کی بھلائی کے لئے نرخ مقرر کر رہی ہے۔ اور اسلامی ہدایت یہی ہے کہ وہ حکومت وقت کی بات کو مانیں اور اطاعت کریں۔ جو لوگ تجارت اور سوداسلف میں دیانتداری اور حکومت سے تعاون کرتے ہیں وہ خدا کے نزدیک بھی بڑا درجہ رکھتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے التاجر الصدوق الامین مع الصدیقین والشہداء کہ سچائی اور دیانت و امانت سے کام لینے والا صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

انیس ۱۹ سالہ تاریخی کتاب چھپ رہی ہے

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے انیس سالہ تاریخی کتاب چھپ رہی ہے۔ وہ جو بقایا دار ہیں۔ اگر وہ جلد از جلد اپنا بقایا مد بقایا انیس ۱۹ سالہ ارسال فرمائیں تو ان کا نام لانے کی کوشش کی جائے گی۔ ورنہ ایسے بقایا داران کے نام فہرست میں شائع نہ ہوں گے۔ اور افسوس کے ساتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔ پس بقایا دار فوری طور پر اپنا بقایا انیس ۱۹ سالہ ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔۔ آمین۔

(برکت علی خان سابق وکیل المال تحریک جدید۔ ربوہ)

لجنہ اماء اللہ حیدرآباد کا جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لجنہ اماء اللہ حیدرآباد کا جلسہ سیرۃ النبیؐ مورخہ ۲۶ اکتوبر بروز اتوار زیر صدارت بیگم صاحبہ سید نذیر حسین صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم بیگم نور احمد صاحب تابور نے کی۔ نظم ناصرات میں سے والدہ صاحبہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے سنائی محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ نے سیرۃ النبیؐ پر تقریر فرمائی۔ محترمہ بیگم نور احمد صاحب نے نظم صل علیٰ نبینا صل علیٰ محمد خوش الحانی سے پڑھی۔ اس کے بعد محترمہ بیگم نثار صاحب نے اور خاکسار نے سیرۃ النبیؐ کے متعلق بعض اہم واقعات بیان کئے آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے حاضرین کا جن میں غیر احمدی خواتین بکثرت شامل تھیں شکریہ ادا کیا۔ اور اجتماعی دعا کے بعد کارروائی جلسہ ختم ہوئی

بیگم مرزا مبارک احمد صاحب سیکرٹری لجنہ اماء اللہ حیدرآباد

ضرورت ہے

احمدیہ فارمز حیدرآباد ڈویژن کے مدارس میں ٹی وی ٹرینڈ ٹیچروں کی ضرورت ہے۔ تجربہ کار میٹرک پاس ٹیچروں کی درخواست پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ معقول تنخواہ و مراعات دی جائیں گی۔

اسی طرح ٹریکٹرز ورکشاپ کے لئے ایک تجربہ کار مستند مکینک کی ضرورت ہے۔ جو ٹریکٹروں کی مرمت اور انہیں کھولنے جوڑنے میں مہارت رکھتا ہو۔ تنخواہ حسب قابلیت و تجربہ دی جائے گی۔

ملازمت کے خواہشمند احباب اپنی درخواستیں معہ کوائف۔ سرٹیفکیٹ و تصدیق صدر جماعت متعلقہ پتہ ذیل پر بھجوائیں یا ربوہ آکر ملیں۔

وکیل الزراعت تحریک جدید۔ ربوہ

اعلان نکاح

مورخہ ۱۶ / ۵۸ بروز جمعرات خاکسار نے اپنی نسبتی بہن قریشی ظہورہ اقبال بیگم۔ دختر مکرم قاضی ضیاء اللہ صاحب کا نکاح بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ حق مہر ہمراہ عزیز قاضی فضل الٰہی صاحب ولد قاضی محمد اسحٰق صاحب مرحوم سکنہ نارووال تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ سے پڑھا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے اور باعث مثمر ثمرات حسنہ ہونے کی دعا کی درخواست ہے۔

سید اعجاز احمد شاہ عفی عنہ۔ انسپکٹر بیت المال سلسلہ عالیہ احمدیہ حلقہ سیالکوٹ

نمایاں کامیابی اور درخواست دعا

میرے داماد محمد علی صاحب پروفیسر ڈھاکہ یونیورسٹی نے امسال بفضلہ تعالیٰ نمایاں کامیابی کے ساتھ سی۔ ایس۔ پی کا امتحان پاس کیا ہے۔ تمام پاکستان میں اس نے دسویں پوزیشن حاصل کی ہے۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اس کی اس کامیابی کو ہم سب کے لئے مبارک کرے۔

ڈپٹی خلیل الرحمٰن بنگالی مشرقی پاکستان

ولادت

مکرم عبد المومن صاحب کراچی کے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۶ / ۱۰ بروز جمعرات لڑکا تولد ہوا ہے۔ نومولود حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نواسہ ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ نومولود کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت والی لمبی عمر عطا کرے اور دین کا خادم بنائے۔ آمین

دعائے مغفرت

میری والدہ خیر النساء صاحبہ زوجہ میاں غلام رسول صاحب ساکن دار الصدر غربی ربوہ بقضاء الٰہی اس جہان فانی سے مورخہ ۲۴ اکتوبر کو رخصت ہو گئی ہیں۔ احباب ہم سب بھائیوں کے لئے دعا فرمائیں کہ وہ ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ بشارت رحمٰن طاہر

کلرک دفتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ

مباہلہ کے متعلق ضروری ہدایات

از مکرم ایڈیشنل ناظر صاحب اصلاح و ارشاد

مباہلہ کو اسلام میں بے شک حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا ایک مسنون اور روحانی طریق قرار دیا گیا ہے۔ جو آیت فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین (آل عمران) سے ثابت ہے۔ اس آیت کی روشنی میں نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی ضروری ہے۔ بعض لوگ جماعت احمدیہ کے کسی فرد کو مباہلہ کی دعوت دے دیتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں ضلع سیالکوٹ کی ایک جماعت سے ہمیں ایسی اطلاع ملی ہے کہ ایک احمدی اور امام مسجد کے درمیان مباہلہ کے لئے تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ حالانکہ ہماری جماعت چونکہ ایک منظم جماعت ہے۔ اس لئے جماعت کے کسی فرد کو مرکز کی اجازت کے بغیر از خود مباہلہ طے نہیں کر لینا چاہیئے۔ بلکہ فیصلہ مرکز پر چھوڑنا چاہیئے کیونکہ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جس شخص سے مباہلہ منعقد ہو رہا ہے۔ یا جن دو افراد کے درمیان مباہلہ تجویز ہو رہا ہے۔ ان کی دینی معلومات اور قابلیت اور حیثیت کیا ہے۔ مباہلہ کوئی کھیل اور مذاق نہیں بلکہ عقائد کے فیصلے کا ایک آخری طریق ہے۔ اس لئے اس میں تمام شرائط اور حالات حاضرہ کو ملحوظ رکھنا از بس ضروری ہے۔ وہ شرائط حسب ذیل ہیں:۔

اوّل:۔ مباہلہ سے پہلے عقائد کے بارہ میں اچھی طرح تبادلہ خیالات ہو جانا چاہیئے تاکہ فریقین کسی غلط فہمی میں مباہلہ کا اقدام نہ کر لیں۔

دوم:۔ مباہلہ قوم کے سربرآوردہ اور لیڈروں کے درمیان ہونا چاہیئے۔ جن کی ذاتی حیثیت اور وجاہت قوم پر اثر انداز ہو سکے۔

سوم:۔ مباہلہ کے فیصلہ کے لئے حسب حدیث نبوی صلعم ضروری طور پر ایک سال میعاد ہونی چاہیئے۔ بصورت ثانی مباہلہ سنت طریق کے خلاف ہوگا۔

ضروری نوٹ

موجودہ حالات میں احمدیوں کی طرف سے دعوت مباہلہ کا دیا جانا مناسب نہیں کیونکہ اس سے دو فریق میں کشمکش پیدا ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے۔ جو موجودہ دور میں مستحسن نہیں۔ کیونکہ تجربہ سے یہ ثابت ہے کہ عام لوگ مباہلہ کی اصل روح سے ناواقف ہیں۔ اس لئے اسے منافرت کا ذریعہ بنا سکتے ہیں۔ پس جماعتیں مطلع رہیں اور ایسی دعوت پر مرکز کی طرف رجوع کریں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں محترم قاضی محمد اسلم صاحب کی تقریر

ربوہ ۲۹ اکتوبر آج نو بجے صبح محترم قاضی محمد اسلم صاحب صدر شعبہ نفسیات کراچی یونیورسٹی نے اساتذہ و طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول سے بزبان انگریزی خطاب فرمایا۔

آپ نے سکول کے عمدہ نتائج پر اساتذہ کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ انہیں نتائج کو ہر لحاظ سے مزید بہتر بنانے کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھنی چاہئیں۔ آپ نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے انہیں نصیحت فرمائی کہ جو سامان اور ذرائع انہیں اپنی تعلیمی ترقی کے لئے میسر ہیں ان سے پورا فائدہ اٹھائیں اور ان کی بہتری کے لئے جو پابندیاں اور ذمہ داریاں ان پر عائد کی گئی ہیں۔ انہیں ذوق شوق سے پورا کریں۔ آپ نے فرمایا ہمارے طلباء کو ایسی ٹریننگ حاصل کرنی چاہیئے کہ وہ ہر طرح کے نامساعد حالات کا کامیابی سے مقابلہ کر سکیں۔ نظام کی پابندی اور اطاعت ان کی عادت ثانیہ بن جانی چاہیئے۔

فوجی عدالت نے سمگلروں کی درخواست ضمانت مسترد کردی

سرسوں کا تیل زائد نرخ پر فروخت کرنے کے الزام میں ایک دوکاندار کو تھوڑی قید

لاہور ۳۱ اکتوبر۔ سپیشل فوجی عدالت مشتمل بر میجر ایس رائے حسن میجر غوث محمد اور قاضی حفیظ اللہ مجسٹریٹ نے کل نیرہ سمگلروں کی درخواست ضمانت مسترد کردی۔ عدالت نے ملزموں کو جوڈیشنل حوالات میں بھیج دیا۔ اور پولیس کو مزید تفتیش کے لئے دو دن کا ریمانڈ دے دیا۔

سپیشل فوجی عدالت میں ملزموں کی درخواست ضمانت کی سماعت کے دوران ایک ملزم نذیر حسین نے پولیس کے تشدد کی شکایت کی۔ اور ڈاکٹری معائنہ کرانے کی درخواست کی۔

آج جن ملزموں کو عدالت میں پیش کیا گیا تھا ان کے نام یہ ہیں محمد شفیع۔ محمد دین۔ عمر دین شمس الدین۔ محمد بشیر اسماعیل۔ یوسف۔ غلام محمد۔ عبدالرحمن نشار اور نذیر حسین۔

پرانی شکایات کے لئے سول حکام سے رجوع کریں

لاہور ۳۱ اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق سول ڈسٹرکٹ لاہور کے ڈپٹی سب ایڈمنسٹریٹر مارشل لاء نے عوام کو ایک بار پھر آگاہ کیا ہے کہ وہ صرف ہنگامی ضرورت کے تحت مارشل لاء حکام سے رجوع کریں۔ عوام سے کہا گیا ہے کہ وہ پرانی شکایات اور احکام کی وضاحت کے لئے متعلقہ سول محکموں سے رجوع کریں۔

کاشتکاروں کو دھان کی مناسب قیمت ادا کرنے کی ہدایت

لاہور ۳۱ اکتوبر۔ صوبائی حکومت نے رائس ملوں اور دھان کے تاجروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ کاشتکاروں سے جو دھان خریدیں اس کی مناسب قیمت ادا کریں اور یہ قیمت ان قیمتوں کے مطابق ہونی چاہئے۔ جو حکومت نے مختلف اقسام کے چاول کے حصول کے لئے مقرر کی ہیں۔ ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ اگر کاشتکاروں کو ان کی پیداوار کی مناسب قیمت ادا نہ کی گئی تو حکومت کھیتوں میں دھان کی قیمت مقرر کر دے گی۔ اور کاشتکاروں کے مفاد کے لئے دوسرے مناسب اقدامات بھی کرے گی۔ کیونکہ کاشتکار ہی ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں

معاہدۂ بغداد کی بحری مشقیں تین نومبر سے شروع ہوں گی

پاکستانی بحریہ کے سٹاف افسر انتظامات کو آخری شکل دے رہے ہیں

کراچی ۳۱ اکتوبر۔ معاہدہ بغداد کے ممبر ملکوں کی بحری مشقوں میں شرکت کے لئے ایک دو روز میں کئی ملکوں کے جنگی جہازوں کا ایک عظیم بحری بیڑہ کراچی میں جمع ہو رہا ہے۔ وسیع پیمانے کی ان بین الاقوامی فوجی مشقوں کی رہنمائی اور انتظام پاکستانی بحریہ کے کمانڈر انچیف وائس ایڈمرل حاجی محمد صدیق چوہدری کریں گے۔ ان مشقوں کو "مڈلنک" کا نام دیا گیا ہے۔

"مڈلنک" کی بحری مشقیں ۳ر نومبر کو شروع ہوں گی۔ یہ مشقیں کئی مراحل پر مشتمل ہونگی اور ان میں شرکت کرنے والے بیشتر یونٹ تین نومبر تک کراچی پہنچ جائیں گے

دریں اثنا بحریہ کے مختلف شعبوں اور سروسوں کے سٹاف افسروں کی ایک ٹیم مشقوں کے منصوبہ کار اور دیگر انتظامی امور کو آخری شکل دے رہی ہے۔ یہ افسر بحریہ کے کمانڈر انچیف کی نگرانی میں کام کر رہے ہیں "مڈلنک" سے متعلقہ پروگرام کی جزئیات تیار کی جا رہی ہیں۔

ان مشقوں میں جو جہاز حصہ لیں گے ان میں ترکیہ کی بحری فوج کی ایک آبدوز "کنیکل" برطانوی بحریہ کا ایک طیارہ بردار "البائن" کا ایک ائر کرافٹ ڈائرکشن فریگیٹ "چیچسٹر" دو جنگی جہاز لوہنش اور ایک کل سپورٹ ایک آبدوز "سی ڈیول" اور ایک تیل بردار جہاز "ویوساورن" امریکی بحریہ کے دو تباہ کن جہاز "اڈوکس" شامل ہیں۔ ان مشقوں میں پاکستانی بحریہ کا ایک کروزر "بابر" تین تباہ کن جہاز "بدر" "جہانگیر" اور "عالمگیر" سرد ے شپ "ذوالفقار" اور سرنگیں صاف کرنے کے چار جہاز "مجاہد" "محافظ" "محمود" اور "مبارک" بھی حصہ لے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ امریکی فضائیہ کے پانچ طیارے برطانوی فضائیہ کے دو "شیکلٹن" طیارے اور پاکستانی فضائیہ کے گیارہ طیارے بھی حصہ لے رہے ہیں۔ یہ طیارے مشقوں کے دوران فضائی تعاون کا مظاہرہ کریں گے۔

میڈیکل کالجوں میں غیر ملکی طلباء

لاہور ۳۱ اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق اس سال مغربی پاکستان کے تین گورنمنٹ میڈیکل کالجوں میں چھ غیر ملکی طلبہ کو داخل کیا گیا ہے۔ ان میں دو ایرانی۔ ایک فلسطینی اور ایک بھارتی اور مشرقی افریقہ کے دو طالب علم شامل ہیں۔ ایرانی طلبہ لیاقت میڈیکل کالج حیدر آباد۔ مشرقی افریقہ کے طلبہ نشتر میڈیکل کالج ملتان اور فلسطینی و بھارتی طلبہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں زیر تعلیم ہیں۔ یہ نشستیں افغانستان ترکیہ۔ عراق۔ انڈونیشیا اور جنوب مشرقی ایشیا کے دوسرے ممالک کے طلباء کے لئے مخصوص کی گئی تھیں۔ لیکن اس سال ان ملکوں سے کوئی طالب علم نہیں بھیجا گیا۔

لاہور میں تپ دق سے اموات

لاہور ۳۱ اکتوبر۔ لاہور کارپوریشن کی ایک رپورٹ کے مطابق سال رواں کے پہلے دس مہینوں میں ۵۳۲۲ افراد تپ دق کے موذی مرض میں مبتلا ہوئے۔ ان میں سے ۲۷۵ افراد جاں بحق ہوگئے۔ اس عرصہ کے دوران اہل لاہور آٹھ موذی متعدی امراض پلیگ۔ لال بخار ٹائیفائڈ۔ زرد بخار۔ سرسام وغیرہ سے محفوظ رہے۔ سب سے زیادہ اموات زچگی کے بخار سے ہوئیں۔ اس بخار میں ۷۵ خواتین مبتلا ہوئیں اور ان میں سے کوئی بھی مریضہ زندہ نہ بچ سکی۔

ہائی کورٹ نے مسٹر کھوڑو کی درخواست ضمانت مسترد کردی

انہیں رہا کر دیا تو خطرہ ہے کہ وہ گواہوں کو منحرف کرنے کی کوشش کریں گے

کراچی ۳۰ر اکتوبر۔ مغربی پاکستان ہائی کورٹ کراچی بنچ کے جج مسٹر جسٹس عبدالمجید خان نے آج ۔ ۔ ۔ دنیا کے مسٹر ایم۔ اے کھوڑو کی ضمانت کی درخواست مسترد کردی۔ فاضل جج نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ حقائق کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملزم کے خلاف بادی النظر میں الزام صحیح ہے۔

فاضل جج نے اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ چور بازاری کا جرم نہ صرف اس بناء پر مکروہ ہے کہ اس کے لئے قانون میں سات سال قید تحت کی سزا رکھی گئی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ عوام اب اس کی شدید مذمت کی جاتی ہے اور اس کا بازار اس حد تک گرم ہے کہ دنیا کی نظروں میں پوری قوم کی وقعت گر گئی ہے۔

یاد رہے کہ کراچی انفورسمنٹ پولیس نے مسٹر کھوڑو کو مارشل لاء کے نفاذ کے دو دن بعد ایک بالکل نئی شیورلے کار کی چور بازاری کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔ ان پر ذخیرہ اندوزی چور بازاری کے حکم کی دفعات ۳ اور ۸ اور مارشل لاء کے ضابطہ ۲۶ کے تحت مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔

مسٹر جسٹس عبدالحمید خان نے اپنے فیصلہ میں کہا ہے کہ مقدمہ کے اس مرحلے پر جن حقائق کے انکشاف کی اجازت دی جا سکتی ہے ان کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملزم کے خلاف کم سے کم ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری کے حکم مجریہ ۱۹۵۸ء کی دفعہ ۳ کے تحت بادی النظر میں الزام صحیح ہے۔

یہ جرم ہمیشہ مکروہ رہا ہے۔ مگر حال ہی اس نے بہت زیادہ اہمیت اختیار کرلی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مارشل لاء کے قاعدہ ۲۷ کے تحت چور بازاری کی سزا بڑھا کر چودہ سال کر دی گئی ہے

بیان کیا گیا ہے کہ ملزم نے گذشتہ آٹھ مہینوں میں پانچ موٹر کاریں حاصل کی تھیں۔ اور انہیں غالباً بلیک مارکیٹ میں فروخت کرنا مقصود تھا۔ ملزم نے دو کاریں تین مہینے تک رجسٹر نہیں کرائیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ذاتی استعمال کے لئے نہیں بلکہ نفع پر فروخت کرنے کے لئے خریدی گئی تھیں۔

فاضل جج نے اپنے فیصلے میں آگے چل کر لکھا ہے مسٹر کھوڑو بہت دولت مند اور بااثر آدمی ہیں۔ اگر انہیں رہا کر دیا گیا تو اندیشہ ہے کہ وہ گواہوں کو منحرف کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ اتنے دولت مند ہیں کہ اگر وہ حراست میں رہیں تب بھی ان کے مقدمے کی مناسب طور پر پیروی ہوتی رہے گی۔ جیسا کہ اب ہو رہا ہے اس بات میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ اپنی رہائی کے بعد انہیں ایسی حیثیت حاصل ہو جائے گی کہ وہ استغاثہ کے مقابلے میں زیادہ فائدہ اٹھا سکیں یہی وجہ ہے کہ میں ضمانت منظور کرنے کے اختیارات کو سوچ سمجھ کر استعمال کرتے ہوئے درخواست مسترد کرتا ہوں۔

مسٹر اے کے بروہی مسٹر ایس ایم صادق اور مسٹر غلام علی میمن ملزم کی طرف سے اور مسٹر ایچ۔ ٹی ریمنڈ حکومت کی طرف سے پیش ہوئے۔

انصار اللہ کا سالانہ اجتماع

(بقیہ صفحہ اوّل)

کما حقہٗ ادائیگی کے بغیر انصار اللہ صحیح معنوں میں انصار اللہ کہلانے کے حقدار نہیں ہو سکتے۔ آپ کی اس ولولہ انگیز تقریر کے بعد محمد احمد صاحب انور حیدرآبادی نے درثمین میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور پرمعارف نظم پڑھ کر سنائی بعد ازاں مکرم مولوی قمرالدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس دیا۔ مکرم عبدالسلام صاحب اختر ایم اے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ آخر میں محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لائلپور نے ایک خاص جذبہ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی کلام سنایا۔ جس سے مجمع پر محویت کا عالم طاری ہو گیا۔ بعد ازاں احباب کی خواہش پر آپ نے اپنی ایک فارسی نظم ؎

مصلح موعود جز محمود نیست
مثل او اندر جہاں موجود نیست

پڑھ کر سنائی جو بہت پسند کی گئی۔ اس طرح اجتماع کا اجلاس اوّل جو اڑھائی بجے بعد دوپہر شروع ہوا تھا۔ ساڑھے چار بجے سہ پہر کے قریب اختتام پذیر ہو گیا۔

اجلاس ختم ہونے پر پہلے مجملہ احباب نے باجماعت نماز عصر ادا کی۔ اور بعد ازاں تفریحی ورزشی مقابلے ہوئے جو والی بال اور دوڑ وغیرہ پر مشتمل تھے۔ ان میں انصار نے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

(باقی)

غلط الاٹمنٹوں کی تصحیح کے لیے تیس دن کے اندر بیانات داخل کر دیئے جائیں

وزیر آبادکاری لیفٹیننٹ جنرل محمد اعظم خاں کی ہدایات

لاہور ۳۱ر اکتوبر۔ صدر کی کابینہ میں وزیر آبادکاری لیفٹیننٹ جنرل محمد اعظم خان نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے جھوٹے بیانات دیکر غلط الاٹمنٹیں کرا رکھی ہیں انہیں تیس دن کے اندر الاٹمنٹوں کے لئے سچے بیانات پر مشتمل نئے دعاوی پیش کرنے چاہئیں۔

وزیر آبادکاری سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ مبالغہ آمیز دعاوی کے متعلق تحقیقات کریں گے۔ تو موصوف نے کہا۔ مذکورہ بالا بات اس پر بھی صادق آتی ہے۔

آپ نے کہا۔ آبادکاری کا کام بھی خوراک جتنا ہی اہم اور ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ہر ایک کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سوال کو سب سے زیادہ اہم سمجھوں گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ مہاجروں کو جلد از جلد آباد کر دیا جائے۔

لیفٹیننٹ جنرل اعظم خان نے کہا۔ میرے ہر اقدام کا مقصد یہ ہے کہ کام پوری تیز رفتاری سے ہو۔ اور ان بے خانماں لوگوں کو آبادکاری کا زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے جو ایسے مصائب جھیل رہے ہیں جن میں ان کا اپنا کوئی قصور نہیں۔ اس مقصد کی تکمیل میں مشکلات یقیناً پیش آئیں گی لیکن مجھے پوری طرح معلوم ہے کہ ان مشکلات پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ میں اپنے مقصد کی تکمیل میں کوئی وقت ضائع نہیں کروں گا۔ مجھے اس میں تمام مہاجروں کا تعاون درکار ہے تاکہ ہم اس ذمہ داری سے پوری طرح عہدہ برآ ہوں اور پورا انصاف کریں۔

لیفٹیننٹ جنرل محمد اعظم خان آج تیزگام کے ذریعہ کراچی سے لاہور پہنچے۔ ریلوے سٹیشن پر مغربی پاکستان کے لئے مارشل لاء کے ناظم لیفٹیننٹ جنرل بختیار رانا ایڈیشنل چیف سیکرٹری مسٹر ایس۔ ایم اکرام، لاہور ایریا کے کمانڈر انسپکٹر جنرل پولیس۔ لاہور ڈویژن کے کمشنر اور دوسرے اعلیٰ سول اور فوجی حکام ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

لیفٹیننٹ جنرل اعظم خان لاہور میں قیام کے اثناء میں مہاجروں کی آبادکاری اور بحالی کے متعلق بات چیت کریں گے۔

لیفٹیننٹ جنرل اعظم خاں لاہور آتے ہوئے منٹگمری سے گذرے تو ریلوے سٹیشن پر آپ نے ضلعی حکام سے بات چیت کی۔ آپ نے کلیم افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ "اپنا کام پوری تیز رفتاری سے ختم کیجئے۔ آپ اپنے مستقبل کے بارے میں فکر مت کیجئے۔ میں آپ کے لئے کسی دوسری جگہ ملازمت تلاش کروں گا۔"

وزیر آبادکاری نے مہاجرین کے مسائل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کسی شخص کو رہائش کی متبادل جگہ دیئے بغیر بے گھر نہیں کیا جائیگا اور اگر کسی موقع پر مہاجروں کے لئے متبادل جگہ مہیا نہ ہوئی تو ان کے لئے وہ جائدادیں خالی کرالی جائیں گی۔ جن پر مقامیوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔

نئے عہدیداروں کے برسر اقتدار آنے کی رسم

(بقیہ صفحہ اول)

ہدایت فرمائی جب نئے وائس پریذیڈنٹ کرسی صدارت کو زینت بخشنے کے لئے آگے بڑھے تو تمام حاضرین نے احتراماً کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ کرسی صدارت پر بیٹھنے کے بعد انہوں نے یونین کے ممبران سے خطاب کرتے ہوئے پہلے نئے عہدیداروں کا تعارف کرایا اور پھر سالِ رواں کے پروگرام پر روشنی ڈالی۔ آخر میں انہوں نے محترم پرنسپل صاحب سے یونین کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ پرنسپل صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ جس کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

ضروری اعلان

ماہ اکتوبر ۱۹۵۸ء کے بل ایجنٹ حضرات کی خدمت میں بھجوائے جا رہے ہیں۔ براہ مہربانی ان بلوں کی رقم دس نومبر تک دفتر ہذا میں ارسال کر دیں۔

(مینجر الفضل)